شرح الاصول الثلاثہ

ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ)

درس نمبر۔6

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا ،مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنْ لاَ اِلَهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ :
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيماً كَثِيراً ۔
أَمَّا بَعْدُ:

تین بنیادی اصول "الاصول الثلاثہ" شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب: کے رسالے کا درس جاری ہے اور بغیر کسی مقدمے کے درس کا آغاز کرتے ہیں۔ پچھلے درس میں ہم رکے تھے شیخ صاحب کے اس قول کے سامنے "فمن صرف منها شيئاً لغير الله فهو مشرك كافر" شیخ صاحب نے مختلف عبادات کو بیان کرنے کے بعد یعنی دعاء، خوف، رجاء، رغبہ، رہبہ، خشوع یہ ساری مختلف قسم کی عبادات کا ذکر کرنے کے بعد، دلیل بیان کرنے کے بعد کہ یہ ساری کی ساری عبادات ہیں اور یہ ساری کی ساری صرف اللہ تعالٰی کا حق ہیں۔اس کے بعد شیخ صاحب نے فرمایا:

"فمن صرف منها شيئاً لغير الله" (پس جس نے ان عبادات میں سے کسی کے لیے کوئی عبادت صرف کی) "فهو مشرك كافر" (وہ مشرک ہے، وہ کافر ہے)۔

اور یہ بیان کیا تھا کہ مشرک اور کافر میں کیا فرق ہے؟ ایک قاعدہ بیان کیا تھا کہ "ہر مشرک کافر ہے لیکن ہر کافر مشرک نہیں"۔ یہ پہیلی ہے، کون solve کرے گا اسے؟ کون؟ جواب: جو کافر ہے وہ تو جھٹلاتا ہے شروع سے، وہ تو اللہ تعالیٰ کو مانتا ہی نہیں اور مشرک ہمیشہ یاد رکھیں مومن ہوتا ہے پھر شرک کرتا ہے۔ مشرک مومن ہوتا ہے بنیادی طور پر پھر شرک کر کے مشرک ہو جاتا ہے، کافر ہو جاتا ہے اور جو کافر ہوتا ہے وہ بنیادی طور پر ہی اللہ تعالیٰ کو مانتا ہی نہیں۔ تو ہر مشرک کافر ہے لیکن ہر کافر مشرک کیوں نہیں؟ کیوں کہ ضروری نہیں اس کے کفر کے لیے کہ وہ شرک کرے، اللہ تعالیٰ کو جھٹلانے والا کافر ہے۔ جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹا کسی کو بنایا وہ کافر ہے، اللہ تعالیٰ کے نام اور صفات کا منکر کافر ہے تو اس طریقے سے جس نے ارکان ایمان میں سے کسی رکن کو جھٹلایا کافر ہے، جس نے زکوٰۃ کو جھٹلایا وہ کافر ہے، جس نے نماز کو جھٹلایا وہ کافر ہے یعنی کفر ایک وسیع دائرہ ہے جس میں شرک اس کا ایک حصہ ہے۔ اس کی دلیل کیا ہے؟ شیخ صاحب ہر ایک جملے کے بعد دلیل بیان کرتے ہیں اور یہ اس رسالے کی خوبی ہے کہ اپنی طرف سے شیخ صاحب کوئی بات لے کر نہیں آئے لیکن پھر بھی تعجب کی بات ہے کہ مخالفین یہ کہتے ہیں کہ وہابی اپنی طرف سے باتیں کرتے رہتے ہیں اور شیخ محمد بن عبد الوہاب: کے اس رسالے میں آخر تک آپ دیکھیں گے کوئی جملہ نہیں جس کی دلیل نہیں، ایک بھی جملہ نہیں ہوگا، جو بات کرتے ہیں اس کی دلیل یہ ہے۔ ابھی شیخ صاحب نے بیان کیا کہ جس نے بھی کوئی عبادت

غیر اللہ کے لیے صرف کر دی تو وہ مشرک ہے، کافر ہے یعنی ہر مشرک کافر ہے۔ اس کی دلیل کیا ہے؟ وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالَى ، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ﴾ (المؤمنون/117)

﴿ وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ ﴾ (اور جس نے بھی پکارا کسی کو بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ﴿ مَعَ اللَّهِ ﴾ اللہ تعالیٰ کے ساتھ) ﴿ إِلَٰهًا آخَرَ ﴾ (کسی اور معبود کو، جس نے بھی پکارا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو) ﴿ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ ﴾ (اس کے پاس کوئی دلیل نہیں کہ وہ صحیح عمل کر رہا ہے) یعنی پکار اللہ تعالیٰ کا حق ہے عبادت ہے کسی اور کو یہ حق دینا جائز نہیں ہے اور اس کے اس عمل پر کہ وہ کسی اور کو پکارے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے پاس کوئی دلیل بھی نہیں ہے ﴿ فَإِنَّمَا ﴾ (بے شک) ﴿ حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ ﴾ (بے شک صرف اور صرف اس کا حساب (کون لے گا؟) اس کا ربّ اس سے اس کا حساب لے گا) ﴿ إِنَّهُ ﴾ (بے شک) ﴿ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ﴾ (کافر کبھی فلاح نہیں پانے والے)۔

اس عظیم آیت میں چند فائدے بیان کرتے ہیں۔ سب سے پہلے ﴿ وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ﴾ یہ کون سا صیغہ ہے؟ صیغ العموم میں سے ہے (جس نے بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو پکارا) ہمیشہ میں یہ ہی بات بیان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں

جب بھی شرک کا ذکر کیا تو صیغ العموم سے ذکر کیا ہے یعنی شرک کے معاملے میں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسے شریک ٹھہرایا جا رہا ہے اور شرک کرنے والا کون ہے، اسے کہتے ہیں صیغ العموم یعنی اس میں سب کے سب شامل ہیں۔ اگر شرک کرنے والا عام انسان جاہل ہو وہ بھی مشرک ہے اگر شرک کرنے والا عالم ہو وہ بھی مشرک ہے، اگر شرک کرنے والا ولی ہو وہ بھی مشرک ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں بھی فرمایا ہے ﴿لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ﴾ (الزمر) کہ اگر نبی سے بھی شرک ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے بھی سارے عمل اکارت کر دے اس کی نبوت بھی چلی جائے۔ دیکھیں یہ سب سے بڑی بہت بڑی خطرناک بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کو کیوں بیان کیا؟ اس لیے نہیں کہ نبی بھی کبھی شرک کر سکتا ہے، نبی کو اللہ تعالیٰ نے معصوم کیا ہے وہ ہر چھوٹے سے گناہ سے بھی معصوم ہے۔ وہ گناہ سے معصوم ہے شرک تو بہت دور کی بات ہے لیکن اللہ تعالیٰ شرک کی برائی بیان کرنا چاہتے ہیں کہ شرک اتنا خطرناک گناہ ہے اگر نبی سے بھی ہو جائے تو اس کی نبوت چلی جائے۔ اس لیے شرک کے معاملے میں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ شرک کون کر رہا ہے۔ یہاں پر صیغ العموم ہے اور ''من'' اداۃ شرط ہے جو کہ صیغ العموم میں سے ایک اداۃ ہے ﴿يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ﴾ یہاں پر لفظ ہے دعا کا اور پچھلے دروس میں ایک قاعدہ بیان کیا تھا کہ:

1۔ اگر دعا کا لفظ بغیر قید کے بیان کیا جائے تو اس کا کیا مطلب ہوتا ہے؟ ''عبادت'' جزاک اللہ خیرا۔ اور یہاں پر کوئی قید نہیں ہے یعنی دعا، کون سی دعا؟

2۔ قید کا مطلب ہے کہ دعا کے ساتھ قید لگادی جاتی ہے کہ کون سی ہے ۔ دعائے سجود "سبحان ربي الأعلى" یہاں پر دعا کا مطلب ہے دعا، پکار، یہ مطلب نہیں کہ عبادت۔ یہ الگ بات ہے کہ دعا عبادت کا حصہ ہے لیکن جب مطلقاً بغیر قید کے بیان کی جائے تو ہوتا ہے عین عبادت یعنی ہر قسم کی عبادت۔

3۔ تیسری بات یہ ہے کہ ﴿اِلٰهًا اٰخَرَ﴾ ﴿اِلٰهًا﴾ کا مطلب معبود، جس نے بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو معبود بنایا اور اسے کہتے ہیں شرک یعنی عبادت کسی اور کے لیے صرف کرنا اسے کہتے ہیں "الشرک فی العبادۃ" اور یہ شرک اکبر ہے جو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ تو یہاں پر یہ شرک ہے۔

4۔ اور جس نے بھی شرک کیا یاد رکھیں اس کے پاس کوئی دلیل نہ کبھی تھی اور نہ کبھی ہو گی، یاد رکھیں۔ مشرک کے پاس کبھی کوئی دلیل نہیں ﴿قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ (البقرۃ/111)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہاں پر ﴿لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ﴾ وہ زمین کو کھود مارے، وہ آسمان کی بلندی پر چلا جائے وہ جہاں پر بھی جائے گا اسے کوئی دلیل ملے گی ہی نہیں کہ عبادت اللہ تعالیٰ کے لیے بھی جائز ہے اور کسی پیر کے لیے بھی جائز ہے، نذر و نیاز اللہ تعالیٰ کے لیے بھی جائز ہے اور فلاں مزار والے کے لیے بھی جائز ہے، دعا و پکار اللہ تعالیٰ کے بھی جائز ہے اور علی مشکل کشا کے لیے بھی جائز ہے۔ یاد رکھیں ﴿قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

صٰدِقِیْنَ﴾ علی مشکل کشا ہے تو دلیل تو بیان کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں﴿لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ﴾ اس کے پاس کبھی کوئی دلیل ہو ہی نہیں سکتی اور یہ آیت محکم آیات میں سے ہے کیوں کہ قرآن مجید میں دو قسم کی آیات ہیں پہلے بیان کیا تھا۔ سورۃ آل عمران آیت نمبر 7 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم ﷺ پر جو آیات نازل فرمائیں، جو کتاب نازل کی تو اس میں دو قسم کی آیات ہیں، ایک آیات جو محکم ہیں جو بنیادی آیات ہیں اور ایک آیات متشابہہ ہیں جن میں غلط فہمی کی گنجائش ہے کہ غلط فہمی ہو سکتی ہے تو اگر ایسی آیات آپ کے سامنے آئیں تو ان کا رد کرو محکم آیات کی طرف آپ کی غلط فہمی دور ہو جائے گی۔ علی مشکل کشا ہے، کوئی یہ دلیل ہے آپ کے پاس؟ دلیل نہیں ہے اگر کہیں سے کوئی دلیل لے بھی آئیں شیعہ حضرات یا ہمارے بریلوی ساتھی، کہیں سے بھی لے کر آئیں تو یہ آیت اس کا رد کرتی ہے کہ کوئی بھی ہو آپ کے پاس شرک کی دلیل ہو ہی نہیں سکتی۔ ﴿فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ﴾ کہاں جاؤ گے؟ اے شرک کرنے والے تم جاؤ گے کہاں؟ تمہارا حساب تمہارا ربّ ہی لے گا۔ بات معبود کی ہو رہی ہے یہاں پر ربّ کی بات ہے اور یہ یاد رکھیں جو معبود ہے وہی ربّ ہے کیوں کہ جو معبود نہیں ہے وہ ربّ نہیں ہو سکتا اور جو ربّ ہے وہی معبود ہو سکتا ہے﴿فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ﴾ اس کا حساب تو اس کا ربّ ہی لے گا۔ اس کا خالق، اس کا مالک، اس کی تدبیر کرنے والا، اس کا مشکل کشا، اس کا حاجت روا کون ہے؟ کیا علی ہے، علی نے پیدا کیا؟ تو علی کی عبادت کرو، ولی نے پیدا کیا تو ولی کی عبادت کرو۔ جب پیدا کرنے والی بھی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، رزق دینے والی

بھی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، نفع نقصان کی مالک، مشکل کشا، حاجت روا بھی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے تو پھر علی کو کیوں پکارتے ہو؟ پھر کسی ولی کو کیوں کو پکارتے ہو؟ کہاں جاؤ گے؟ تمہارا حساب کون لے گا؟ علی لے گا یا کوئی ولی لے گا؟ ﴿فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِندَ رَبِّهِ﴾ جس نے تمہیں پیدا کیا تمہارا حساب بھی وہی لے گا یعنی تم پر واجب ہے، ابھی تمہارے کے پاس وقت ہے اپنی آنکھیں کھول لو، عقل بھی کھول لو، صرف اور صرف اپنے ربّ کی عبادت کرو جس نے تمہارا حساب لینا ہے اور آخر میں ﴿إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ﴾ (بے شک کافر کبھی فلاح نہیں پائے گا)۔

تو اس آیت میں کہاں ہے کہ مشرک کافر ہوتا ہے؟ کہیں ہے، نظر آیا؟ شروع میں شرک کو بیان کیا اور آخر میں کافر بیان کیا یعنی مشرک کافر ہے۔ تو شیخ صاحب کہاں سے بات لے کر آئے؟ کیا اپنی طرف سے لے کر آئے تھے کہ مشرک کافر ہے؟ نہیں، یہ قرآن مجید کی آیت ہے، سورۃ المؤمنون آیت 117۔ اور اس آیت میں اس آیت کریمہ میں دعا کا لفظ ہے، کیوں کہ شیخ صاحب نے شروع بات کی تھی کہ سب سے پہلے عبادت ہے دعا تو دعا عبادت ہے، اس کی دلیل یہ آیت کریمہ ہے اور اس کی دوسری دلیل شیخ صاحب نے بیان کی ہے:

"الدُّعاءُ مُخُّ العِبادةِ "

اسے ترمذی نے روایت کیا اور یہ حدیث سند کے لحاظ سے ضعیف ہے لیکن صحیح ترمذی میں دوسری روایت میں ہے:

"الدُّعَاءُ هُوَ العِبَادَةُ"

یہ صحیح روایت ہے۔ شیخ صاحب نے یہ روایت بیان کی ہے "الدُّعاءُ مُخُّ العِبادةِ "۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شیخ صاحب نے ضعیف حدیث کا ذکر کیوں کیا اور شیخ صاحب کی بعض تصنیفات میں ضعیف حدیث بیچ میں کبھی کبھی آجاتی ہے جیسے کتاب التوحید میں بہت کم ہیں لیکن ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا دین ہے، حق بات ہم کرتے ہیں اور اگر امام صاحب سے کوئی غلطی بھی ہو جائے تو اسے تسلیم کرتے ہیں کہ امام صاحب سے غلطی ہوئی ہے اور اس غلطی کی وجہ بھی بیان کرتے ہیں اور ایسی غلطیوں سے امام کی امامت نہیں جاتی یاد رکھیں، ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے، مخالفین یہ سمجھتے ہیں کہ اگر امام ابو حنیفہ : کی ایک غلطی ہم بیان کر دیں تو پھر امامت چلی جاتی ہے، ہمارے امام نہیں رہیں گے ۔ یہ سلف صالحین کا راستہ نہیں ہے، سلف صالحین جن کی ہم پیروی کرتے ہیں جن کی ہم اتباع کرتے ہیں معصوم نہیں ہیں۔ صحابہ کرام [سے غلطیاں ہوئی ہیں، تابعین سے غلطیاں ہوئی ہیں، تبع تابعین سے غلطیاں ہوئی ہیں، چاروں اماموں سے غلطیاں ہوئی ہیں، محدثین سے غلطیاں ہوئی ہیں "ابي الله العصمة إلا للنبيε" سب سے بڑی حکمت اس میں یہ ہے کہ معصوم ذات صرف ایک ہی ہے اور وہ ہے نبی رحمت ﷺ اور ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ان کے بعد کوئی بھی معصوم نہیں، سیدنا ابو بکر صدیق τ بھی معصوم نہیں، سیدنا عمر فاروق τ بھی معصوم نہیں، غلطیاں ہو سکتی ہیں ان سے اور ہوئی بھی ہیں لیکن کس چیز میں غلطیاں ہوئیں اور کیسے غلطیاں ہوئیں؟ بالکل چھوٹی، جتنی انہوں نے قربانیاں دیں، جتنا ان

کا علم تھا، جتنی انہوں نے اس دین کی خدمت کی اس کے سامنے چھوٹی سی غلطی کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔

اب شیخ صاحب نے یہاں پر ضعیف حدیث بیان کی ہے۔ وجہ کیا ہے؟

1۔ان کو شاید علم نہ تھا کہ یہ ضعیف ہے۔

2۔ شیخ صاحب ہمیشہ آپ یاد رکھیں اگر شیخ صاحب کی تالیفات دیکھیں تو آپ کو علم ہو گا کہ شیخ صاحب جس چیز کی دلیل بیان کرتے ہیں ایک دلیل بیان نہیں کرتے ، یاد رکھیں ۔ دلائل کا مجموعہ ہوتا ہے اس مجموعے میں شروع کرتے ہیں قرآن مجید کی آیات سے پھر احادیث ۔ احادیث میں صحیح ہوتی ہیں پہلے اور بعد میں کبھی کبھی ضعیف حدیث بیچ میں آ جاتی ہے۔ اس ضعیف کا ہونا یہ نہیں کہ صرف یہ ہی دلیل ہے اور دوسری دلیل ہے نہیں شیخ صاحب کے پاس۔ دلیل کون سی ہے ؟ قرآن مجید کی آیت ہے اور ایسی دعا اور پکار میں قرآن مجید میں بہت ساری آیات ہیں، شیخ صاحب نے ایک بیان کی اور اس آیت کی تقویت کے لیے ایک حدیث بیان کی اور اس حدیث میں ضعف پایا گیا تو ہم نے اس کی تصحیح کرتے ہوئے یہ کہا کہ یہ حدیث "الدُّعاءُ مُخُّ العِبادةِ " اس میں ضعف ہے لیکن جو دوسری روایت ہے صحیح ترمذی میں وہ ہے "الدُّعَاءُ هُوَ العِبَادَةُ" یہ صحیح ہے۔

3۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ جس ضعیف حدیث کو شیخ صاحب دلیل کے طور پر بیان کرتے ہیں ، سہارا نہیں لیتے اس کا سہارا کا مطلب ہوتا ہے کہ اس کے علاوہ کوئی دوسری دلیل ہے نہیں ، ایسا آپ کو شیخ صاحب کی کسی تصنیف میں نہیں ملے گا۔ میں نے شیخ صاحب کی ساری تصنیفات پڑھی ہیں سند کے ساتھ ، الحمد للہ ساری تصنیفات ، میرے نزدیک کوئی ایسی ایک چیز بھی ایسی نہیں آئی جس میں شیخ صاحب نے بنیادی طور پر کسی

ضعیف حدیث کا سہارا لیا ہو اور اپنی بات بیان کی ہو۔ تو شیخ صاحب کا یہ طریقہ ہے کہ آیتیں پھر احادیث اگر بیچ میں کوئی ضعیف حدیث بھی آجائے تو اگر اس کو نکال بھی لیں تو اس مسئلے پر کوئی فرق نہیں پڑتا کیوں کہ سہارا اس حدیث کا نہیں تھا جو ضعیف تھی۔ بات سمجھ آئی کہ نہیں؟ کیوں کہ مخالفین اکثر یہ کہتے ہیں کہ ہمیں تو منع کرتے ہو فضائل اعمال میں تو ضعیف حدیثیں ہیں، آپ کے امام نے یہاں پر ضعیف حدیثیں بیان کی ہیں۔ تو اس کے جواب میں ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ کے جو علماء ہیں جب ایک حدیث بیان کرتے ہیں تو وہی سہارا ہوتا ہے۔ اگر یہ حدیث نہ ہو تو یہ فتویٰ بھی نہ ہو اس لیے دیکھیں آپ علم غیب کے مسئلے میں بہت ساری روایتیں لے کر آتے ہیں، کچھ ضعیف ہیں جو اکثر ہیں اور کچھ صحیح بھی ہیں جو صریح نہیں ہیں جیسے پچھلے دروس میں، میں نے بیان کیا تھا صحیح ترمذی میں ایک روایت میں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو ہر چیز کا علم عطا کیا۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

"فَعَلِمْتُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ"

میں نے سب کچھ جان لیا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ علم غیب ہمیشہ کے لیے تا قیامت مل گیا۔ اس کا پورا ایک ڈیڑھ گھنٹے کے درس میں اس کا جواب دیا تھا اب وقت نہیں ہے کہ میں دوبارہ یہ جواب دوں، کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جو مخالفین ہیں وہ اپنی ضعیف دلیل بھی بیان کرتے ہیں اور وہی سہارا ہوتا ہے اور اہل سنت والجماعت اور سلف صالحین کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ اگر ضعیف دلیل بھی ہو تو وہ سہارا نہیں ہوتی، تقویت کے لیے بیان کی جاتی ہے یا تو ان کو علم نہ تھا ان کی صحت کا یا ضعف کا یا اگر علم بھی تھا تو ان کو صرف تقویت کے لیے بیان کیا، اصل میں سہارا اور بنیاد یہ حدیث نہ تھی۔ "الدُّعَاءُ هُوَ العِبَادَةُ" یہ صحیح

روایت ہے کہ (دعا ہی عبادت ہے) اور اس کی تقویت کے لیے شیخ صاحب یہاں پر ایک اور قرآن مجید کی آیت بھی لے کر آئے ہیں۔ دعا عبادت ہے اس کی دلیل بیان کر رہے ہیں، پہلے قرآن مجید کی آیت میں جس میں یہ تھا کہ دعا بھی عبادت ہے اور ہر مشرک کافر ہے پھر حدیث بیان کی ہے "الدُّعاءُ مُخُّ العِبادةِ " ہم نے بیان کیا کہ اس میں ضعف ہے صحیح روایت ہے "الدُّعَاءُ هُوَ العِبَادَةُ"۔ شیخ صاحب اپنی تیسری دلیل بیان کرتے ہیں دعا کی کہ دعا ہی عبادت ہے۔ وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالَى ،ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴾ (غافر/60)

﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ﴾(اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور تمہارے ربّ نے فرمایا) کیا فرمایا ربّ نے؟ حکم دے کر فرمایا۔ دیکھیں لفظ ربّ کا ہے اور جب لفظ ربّ کا ہو تو اللہ تعالیٰ آپ کو یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ کان کھول لو، یہ تمہارے ربّ کا حکم ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، تمہیں رزق عطا فرمایا، تمہارے نفع نقصان کا مالک ہے، تمہاری تدبیر کرنے والا ہے، تمہارا مشکل کشا حاجت روا ہے﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ﴾ کیا حکم ہے؟ کیا فرمایا؟ ﴿ادْعُوْنِيْٓ﴾ (مجھے پکارو) سبحان اللہ ، جو ربّ ہے اسے پکارا جاتا ہے کسی اور کو نہیں یاد رکھیں ﴿ادْعُوْنِيْٓ﴾ اچھا، اگر ہم اس پر عمل کرلیں کہ اے ہمارے ربّ ہم تجھے پکاریں تو ہمیں

کیا ملے گا ؟﴿ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ﴾ سبحان اللہ ، مجھے پکار کر تو دیکھو ﴿ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ﴾ بیچ میں کوئی نہیں ، کوئی فاصلہ نہیں، ایک حرف بھی نہیں ہے ﴿ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ﴾ پہلے ربّ مانو ، مجھے پکارو ، اپنا عقیدہ درست کرلو ، کوئی ربّ ، کوئی مشکل کشا میرے سوا کوئی بھی نہیں ہے مجھے پکار کر دیکھو کہ میں کیسے استجابت کرتا ہوں ۔اچھا، جو ایسا نہ کرنا چاہے ، جو اللہ کو بھی پکارتے ہیں اور کسی اور کو بھی پکارتے ہیں اور کچھ ایسے بدبخت لوگ بھی ہیں جو اپنے ربّ کو پکارتے نہیں، کافر ۔کافر اپنے ربّ کو پکارتے ہیں ؟ کسی کو نہیں پکارتے ۔ان کے لیے کیا ہے ؟ یہ تو ان کے لیے انعام تھا جو اپنے ربّ کو ربّ سمجھتے ہیں اپنا عقیدہ درست کرتے ہیں اور صرف اپنے ربّ کو ہی پکارتے ہیں تو استجابت ان کے لیے ہے ۔جو ایسا نہیں کریں گے ان کے لیے سنیں ذرا۔﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴾ بے شک ﴿ الَّذِيْنَ ﴾ اسم موصول ہے، صیغ العموم میں سے ہے ۔جو بھی ﴿يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴾ لفظ انکار کا نہیں ہے یاد رکھیں ۔ یہ نہیں فرمایا جو لوگ انکار کریں اور مجھے نہ پکاریں، نہیں ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ﴾ (جو تکبر کریں) سبحان اللہ ، دیکھیں الفاظ دیکھیں قرآن مجید کے ۔ جو اللہ تعالیٰ کو نہیں پکارتا ، وہ تکبر کرتا ہے ۔ جو اللہ تعالیٰ کو ، صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو نہیں پکارتا، اللہ تعالیٰ کو بھی پکارتا ہے اور غوث کو بھی پکارتا ہے وہ تکبر کرتا ہے ۔اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ ﴾ ﴿الَّذِيْنَ﴾ صیغ العموم میں سے ہے ، جو بھی صرف اور صرف اپنے ربّ کو نہیں پکارتا، کسی اور کو بھی

پکارتا ہے وہ متکبر ہے، اس نے تکبر کیا اور اس تکبر کی وجہ سے اس نے کسی اور کو پکارا۔ کیوں؟ کیوں کہ بات تو واضح ہے، جب دوسرا تمہارا ربّ نہیں، اسے پکارتے کیوں ہو؟ جب تمہیں یہ بھی یقین ہے کہ وہ تمہارا ربّ نہیں ہے، نہ اس نے تمہیں پیدا کیا، نہ وہ تمہارے رزق کا مالک ہے، نہ وہ مشکل کشا حاجت روا ہے۔ تم یہ مانتے ہو تو اسے پکارتے کیوں ہو؟ جب ماننے کے باوجود بھی پکارتے ہو تو متکبر ہے کہ نہیں؟ پھر تو تکبر ہے ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ﴾ لفظ کیا تھا؟ ﴿ادْعُونِيٓ﴾ اب دیکھیں لفظ تبدیل ہو گیا ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي﴾ "عَنْ دُعَائی" نہیں۔ سیاق کیا ہے؟ بات دعا کی ہو رہی ہے پکار کی ہو رہی ہے (جس نے بھی تکبر کیا) یعنی جس نے مجھے نہیں پکارا یا مجھے بھی پکارا کسی اور کو بھی پکارا۔ کیوں کہ ربّ تو صرف ایک ہی ہے اس کے علاوہ کوئی ربّ ہو ہی نہیں سکتا ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي﴾ (جو تکبر کرتے ہیں میری عبادت نہیں کرتے کسی اور کی عبادت کرتے ہیں) اللہ اکبر، یاد رکھیں دعا اور عبادت میں بہت گہرا تعلق ہے۔ جب دعا بغیر قید کے بیان کی جائے تو اس کا مطلب ہوتا ہے عبادت۔ یہ آیت دلیل ہے شروع دعا کا لفظ تھا اب یہاں پر عبادت ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہر عبادت کی بنیاد دعا ہے۔ پتہ ہے آپ کو؟ نماز میں دعا ہے کہ نہیں؟ دعا ہے۔ روزہ رکھتے ہیں تو دعا کرتے ہیں کہ نہیں؟ حج میں دعا و پکار ہے کہ نہیں؟ عمرہ میں ہے کہ نہیں؟ ہر عبادت میں جو بنیادی طور پر ہے دعا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اس لیے جو لوگ دعا میں کسی اور کو شریک کرتے ہیں تو وہ عبادت میں بھی ضرور کرتے ہیں یعنی یہ کبھی نہیں

ہو سکتا کہ کوئی شخص پکارے تو اللہ تعالیٰ کو بھی اور غوث کو بھی لیکن عبادت اور قربانی صرف اللہ تعالیٰ کے لیے کرے، یہ نہیں ہو سکتا۔ کیوں؟ کیوں کہ دعا سے دل جڑ جاتا ہے۔ دعا یاد رکھیں کہ ایک ایسی عظیم عبادت ہے جو بندے اور ربّ کے درمیان میں ایک را4بطہ ہے، جب یہ رابطہ کمزور ہوتا ہے تو اپنے ربّ سے تعلق کمزور ہوتا ہے اور دوری ہوتی ہے، جب یہ رابطہ اور مضبوط ہوتا ہے تو اور قریبی ہوتی ہے۔ جب انسان ربّ کو بھی پکارتا ہے اور علی کو بھی پکارتا ہے تو اس وقت یہ رابطہ ٹوٹ جاتا ہے اور یہ انسان اپنے ربّ سے دور ہوتا جاتا ہے اور اسے علم بھی نہیں ہوتا۔ یاد رکھیں کہ جو بھی عبادت اللہ تعالیٰ کے لیے بھی کرتے ہیں اور کسی اور کے لیے بھی کرتے ہیں، یہ متکبرین ہیں اگرچہ وہ انکار کریں۔ وہ کہیں گے کہ یہ جی ہمارے مولوی صاحب ہیں اس نے پچاس حج کیے، یہ متکبر ہے؟ پہلی صف میں پچھلے چالیس سال، پچاس سال سے ہم نے دیکھا ہے کہ پہلی صف میں نماز پڑھتے ہیں، یہ متکبر ہے، یہ مشرک ہے؟ ہم نے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي﴾ اس نے تکبر کیا ہے۔ کیوں؟ اگر واقعی اس نے حج پچاس کے پچاس اللہ تعالیٰ کے لیے کیے خالصتاً اور پہلی صف میں نماز بھی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے پڑھتا ہے تو اسے ساری کی ساری عبادات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے کرنی چاہئے تھیں، دعا اور پکار بھی اللہ تعالیٰ کے لیے ہی کرنی چاہیے تھی۔ جب اس نے ایسا نہیں کیا تو اس کے نہ حج ہیں اور نہ اس کی نماز ہے، کچھ نہیں اس کے لیے۔ دیکھیں کتنی بڑی بدبختی ہے "نعوذ باللہ من الخذلان" اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور ہمیں راہ راست پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک شخص ہے زندگی ساری عبادت میں گزاری

، پچاس، پچاس سال مسلسل حج کیے اور پچاس سال پہلی صف میں نماز پڑھتے رہے، نامہ اعمال کھلا اور کچھ بھی نہیں۔اس سے بڑی بد بختی کوئی ہے؟ ﴿ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴾ غلطی کیا تھی؟جو آج لوگ سمجھنا نہیں چاہتے، غلطی کیا تھی؟اللہ تعالیٰ کو بھی پکارا، نماز اللہ تعالیٰ کے لیے پڑھی کسی اور کے لیے نہیں پڑھی لیکن کاش جب اس نے یہ کہا" یاعلی میری مدد کر" یہ نہ کہا ہوتا،" یااللہ میری مدد کر"۔ دیکھیں دونوں میں کیا فرق ہے؟عام طور پر لوگ سمجھتے ہیں کہ کوئی فرق نہیں۔یار یا علی بھی تو اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے۔اس میں کیا فرق ہے؟اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑا فرق ہے اگرچہ لوگوں کو سمجھ نہ آئے،اگر یہ فرق نہ ہوتا تو یہ آج یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کبھی نہ فرماتے قرآن مجید میں ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ﴾ یہ لفظ کبھی نہ فرماتے۔ صیغ العموم میں سے، صیغ العموم کے ساتھ ذکر کیا کہ جو بھی مجھے نہیں پکارے گا تو اس نے تکبر کیا اور جس نے تکبر کیا ﴿ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ﴾ (وہ ضرور جہنم میں داخل ہوں گے ذلیل اور رسوا ہو کر ﴿دٰخِرِيْنَ ﴾)

سبحان اللہ ! اے اللہ تعالیٰ پکارنے والے عبادت کرنے والے، نماز پڑھنے والے، حج کرنے والے جہنم میں جائیں گے ذلیل و خوار ہو کر؟جی ہاں، غلطی کیا ہے؟شرک، جسے اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کرتا۔اللہ کی قسم اس دنیا میں آپ کو کچھ بھی نہ ملے اور کچھ ملے گا بھی نہیں ۔یہ دنیا آپ کو کچھ دیتی ہے؟جب انسان مر جاتا ہے تو کیا ساتھ لے کر جاتا ہے؟اپنے اعمال

اور یہ جو مال و دولت جتنا اس نے کمایا ہے، جتنے اس کے بچے ہیں، جتنی اس کی بیویاں ہیں۔ خوش قسمت انسان دو کپڑوں میں جاتا ہے، میں اسے خوش قسمت سمجھتا ہوں جس کی نماز جنازہ پر ساتھی کہتے ہیں کہ ہمارا یہ ساتھی مر گیا ہے جا کر جنازہ تو پڑھیں۔ آپ جانتے ہیں کہ کتنی ہم لوگ سستی کرتے ہیں جنازے پر جانے کے لیے لیکن اس وقت ہمارے اس ساتھی کو کتنی ضرورت ہو گی یہ تو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ ہمارے لیے تو کیا ہے، یار نیند ذرا خراب ہو جائے گی، یار رات کو جاگتے رہے ساری رات اب جنازے پر جائیں، اتنا دور ہے۔ اگر میں وہاں پر ہوتا تو کیا سوچتا؟ آپ بھی ہو سکتے ہیں، وہ بھی ہو سکتے ہیں سب ہو سکتے ہیں۔ ہم نے کبھی سوچا ہے کہ اس وقت اس حالت میں ہم نے بھی آنا ہے ایک دن اور ہمارا کوئی ساتھی کہے کہ یار اتنا دور ہے، چلو اور لوگ ہیں وہ پڑھ لیں گے۔ ایک ایک مسلمان کے الگ الگ سے جو دو ہاتھ اٹھتے ہیں اور دعا اس شخص کے لیے کی جاتی ہے اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ اب وہ شخص بے بس ہو چکا ہے، ختم، اس کا عمل رک چکا ہے۔ تو اگر کوئی ہمارا ساتھی ہے، دنیا میں کوئی ہمارا دوست ہے تو یہ اس کا حق ہے اور یہ ادنیٰ سے ادنیٰ حق ہے، اس کی نماز جنازہ تو پڑھی جائے۔ انسان بے بس ہو جاتا ہے اور خوش قسمت وہ ہے جس کو دو کپڑے نصیب ہوں اور چند ساتھی اس کے اوپر نماز جنازہ پڑھیں جو اس کے اپنے پیارے ہوں، اپنے دوست ہوں۔ اب مسجد میں جاتے ہیں، کئی مرتبہ نماز پڑھتے ہیں اور پتہ ہی نہیں کہ کس کا جنازہ ہے۔ پتہ ہوتا ہے؟ کبھی ہم نے اپنوں کے لیے ایسا کیا رشتے داروں کے علاوہ؟ والد ہے، والدہ ہے سب بھاگ کر جاتے ہیں، اپنے دوستوں کے لیے جو ہمارے ساتھی ہیں اپنے دوستوں کے لیے کبھی ہم نے ایسا کیا؟ ہمارے کتنے دوست ہیں کتنے احباب ہیں کسی کے پاس وقت نہیں ہے۔ میرے بھائی یہ اس کا حق ہے اگر ایک ساتھ بیٹھنا ہے،

باتیں کرنی ہیں، باتیں سننی بھی ہیں سنانی بھی ہیں، گپ شپ کرنی ہے تو اس ساتھی کا حق یہ بھی ہے کہ جب وہ بے بس ہو جائے گا اس کا جنازہ بھی پڑھ لو کم سے کم اور جب اسے قبر میں اتارا جائے گا، ایک ایکسٹرا چادر ہوتی ہے وہ بھی اتار لیتے ہیں کہ ایک زیادہ لے کر جا رہا ہے۔ کوئی بیٹا نہیں کہتا کہ میرا باپ ہے زندگی ساری اس نے ہمارے لیے وقف کر دی ہے سب کچھ ہمارے لیے کیا ہے، کچھ پیسہ ساتھ رکھ لیں کوئی نہیں ایسا کرتا! بلکہ زندگی ساری مال کماتا رہا، زندگی ساری اس کو پتہ بھی نہیں تھا کہ یہ حرام کا ہے یا حلال کا ہے، اس کو صرف ایک ہی پتہ تھا کہ میری بیوی اور بچے سب سے اچھے ہوں، میرا گھر سب سے اچھا ہو، میری گاڑی سب سے اچھی ہو اور لوگ مجھے سلام کریں، وہ یہ ضرور جانتا تھا اور زندگی ساری ایسے ہی گزار دی اور موت آتی ہے اچانک، سوال کر کے نہیں آتی۔ مر گیا، جو مال اس نے کمایا ہے، آپ جانتے ہیں کہ مال کی سو مصیبتیں ہیں:

1۔ چھوڑ کر جائے گا، آپ مال کو چھوڑ کر ہی جائیں گے۔

2۔ دوسری مصیبت مال کی یہ ہے کہ قیامت کے دن مال کے بارے میں دو سوال ہوں گے اور آپ ہی سے ہوں گے اور آپ نے ہی جواب دینے ہوں گے۔ کہاں سے کمایا اور کہاں پر خرچ کیا؟

ہم یہ نہیں کہتے کہ مال نہ کماؤ۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ مال بھی کماؤ، حلال طریقے سے کماؤ اور ایک حد قائم کرو کہ کہاں تک کمانا ہے۔ جو حد نہیں رکھتے وہ کماتے ہی جاتے ہیں۔ حد رکھ کر دیکھو قناعت بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ آج ہمارے اندر قناعت ہے؟ اگر ہے تو الحمد للہ کافی ہے الحمد للہ۔ یہ قناعت دل میں پیدا کر کے دیکھو پھر اس زندگی کا مزہ دیکھو۔ واللہ المستعان۔

تو دعا عبادت ہے اس کی دو آیتیں اور ایک حدیث گزر چکی ہے۔اور یاد رکھیں کہ دعا کے معاملے میں سوال اٹھتا ہے ہمیشہ غیر اللہ کو پکارنا یا غیر اللہ کے لیے عبادت صرف کرنا، غیر اللہ کو پکارنا، کیا حکم ہے ؟ غیر اللہ سے مدد طلب کرنا؟ دیکھیں پکارنا لفظ عام ہے۔عام طور پر پکارنا، آپ ساتھیوں کو بھی پکارتے ہیں زندہ آپ کے سامنے بیٹھا ہے، فلان میری بات سنو تو یہ شرک نہیں ہے۔اگر وہ شخص آپ کے سامنے ہے، آپ کہیں گے کہ مجھے پانی کا گلاس پلادو، دے دیا اس نے۔ یہ شرک ہے کیا؟ نہیں، حالانکہ آپ نے پکارا بھی ہے کیوں کہ وہ سنتا بھی ہے اور آپ کی مدد بھی کر سکتا ہے لیکن جو پکار عبادت ہوتی ہے وہ کسی اور کے لیے جائز نہیں۔ کہ مشکل کشائی، حاجت روائی، بگڑی بنانا کس کا کام ہے ؟ اللہ تعالیٰ کام ہے۔ کوئی انسان کر سکتا ہے ؟ نہیں کر سکتا ہے۔ لہذا کسی اور کے لیے یہ دعا اور پکار شرک ہے۔ یہ سمجھنا بہت ضروری ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ کچھ دعا جو ہوتی ہے بدعت کہ بدعی الفاظ سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اور دعا کرنا۔ بدعت کا کیا مطلب ہے ؟ دین میں کوئی نئ چیز ایجاد کرنا جو دین کا حصہ نہ ہو۔یعنی مثال کے طور پر ایک شخص سجدے میں جاتا ہے اور سجدے میں کیا پڑھتے ہیں ؟"سبحان ربی الاعلی"، تسبیح ہے۔تو وہ شخص کچھ اور پڑھ لیتا ہے، یہاں پر ذکر ہے اس کو تبدیل کر لیتا ہے، یہ بدعت ہے جائز نہیں ہے۔ کیوں ؟ جیسا ہمیں حکم ملا ہم ویسے ہی عبادت کریں گے۔ تو تین قسم کی پکار یاد رکھیں :

1۔ایک ہے شرعی جو جائز ہے۔

2۔دوسری ہے شرکیہ جس میں شرک ہو۔

3۔ تیسری ہے بدعی۔

جو جائز ہے وہ دو قسم کی ہے:

1۔اللہ تعالیٰ کو پکارنا ہر چیز میں، اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ کو پکارنا۔

2۔ غیر اللہ کو پکارنا اس وقت جائز ہوتا ہے جب وہ شخص زندہ ہو، حاضر ہو اور قادر ہو ان تین شرطوں کے ساتھ۔ غیر اللہ کو پکارنا تین شرطوں کے ساتھ جائز ہے۔ زندہ ہے مردہ نہیں ہے، حاضر ہے غائب نہیں ہے، قادر ہے غیر قادر نہیں ہے۔ان تینوں کی تفصیل دیکھیں:

1۔اگر مردہ ہے تو اس کا مطلب ہے وہ سنتا ہے۔ تو قبر والے سنتے ہیں؟ نہیں سنتے۔

2۔اگر سنتے ہیں، فرضاً یہ مان لیں تو ایک پیر ہے اس کے ایک لاکھ مریدین ہیں۔ کس کس کی سنے گا؟ یعنی ایک مرید جدہ سے پکار رہا ہے، ایک انڈیا سے پکار رہا ہے، ایک Egypt سے پکار رہا ہے اور دس انگلینڈ سے پکار رہے ہیں، ایک وقت میں سب کو مصیبت پڑ گئی ہے سب نے پکارا۔ کیا اس نے سب کی سنی کہ نہیں؟ سب کی سنی ہے، جب سب کی سنی ہے تو سب کی پوری بھی کر سکتا ہے اگر یہ عقیدہ ہے تو یہ شرک ہے۔ کیوں کہ واحد ذات ہے پوری دنیا میں جو سب کی سنتا ہے اور ایک وقت میں سنتا ہے۔ سیدہ عائشہ ρ فرماتی ہیں صحیح بخاری میں کہ میں نبی رحمت ﷺ کے پاس بیٹھی تھی حجرے میں۔ جانتے ہیں حجرہ کتنا تھا؟ چھوٹا سا حجرہ تھا، اس کمرے کو اگر آپ چار حصے کر دیں تو ایک حصہ سمجھ لیں۔ ایک ہی حجرے میں نبی کریم ﷺ رہتے تھے اور سیدہ عائشہ ρ رہتی تھیں اور اتنی بڑی جگہ نہیں تھی کہ اگر ایک شخص سو جائے تو دوسرا نماز پڑھ سکے۔ جب رات کو نماز پڑھتے اور سجدے کا وقت آتا تو اپنا ہاتھ لگاتے تو سیدہ عائشہ ρ اپنے پاؤں سمیٹ لیتیں اور نبی رحمت ﷺ سجدہ کر لیتے، یہ کمرہ تھا۔ سیدہ عائشہ ρ فرماتی ہیں کہ ایک بڑھیا آئی اور نبی رحمت ﷺ

سے ایک کونے میں بات کر رہی تھی، ان کی باتیں مجھے سننا بھاری پڑ رہی تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ساتویں آسمان سے ان کی سنی اور سورۃ المجادلۃ کی آیتیں نازل فرمائیں ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا﴾ (المجادلۃ/1) سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ کی وہ ذات ہے سنتا ہے سب کی سنتا ہے اور ایک وقت میں سنتا ہے لا يعجزه شيء سبحانه وتعالى اور یہ کیسی ذات ہے دوسری جو سب کی سنتی ہے ایک وقت میں سنتی ہے؟ یہ دونوں کی برابری ہے کہ نہیں ؟ اسے برابری کہتے ہیں اور اسی کو شرک کہتے ہیں۔ اگر مردہ ہے، کسی مردے کو پکارا تو شرک ہے۔ اگر حاضر نہیں ہے، ایک شخص یہاں پر بیٹھا ہے اس کا پیر ہے انڈیا میں، زندہ ہے سفر کرہا ہے آگبوٹ میں اور طوفان آگیا، اس نے پکارا اپنے پیر کو، میری مدد فرما۔ اب بحیرہ عرب کہاں پر ہے اور انڈیا یہاں پر ہے اور اس پیر نے اس کی مدد کی اور طوفان تھم گیا اور سب کی جانیں بچ گئیں، سب کے سب محفوظ ہو گئے۔ یہ عقیدہ رکھنے والا کیا مومن ہے ؟ کیا ایسا عقیدہ توحید کا عقیدہ ہے ؟ وہ کون سی ذات ہے جو ہر وقت سنتی ہے اور سب کی سنتی ہے ؟ اللہ تعالیٰ ہے۔ جو اتنا دور ہے یعنی وہ کون سی ذات ہے جو دور ہے اور سب کی سنتی ہے اور وہ کون سی ذات ہے جو ہمیشہ زندہ ہے ؟ وہ کون سی ذات ہے جو سب کی سنتی ہے اور ایک وقت میں اور سب کی پوری کرتی ہے ؟ اگر ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بھی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ اپنے اس ولی کو بھی عطا فرمایا ہے تو پھر کیا یہ انصاف کی بات ہے ؟ دیکھیں عقل کی بات ہے، عاقل سمجھتے ہیں کہ احکم الحاکمین کی حکمت یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک چیز کو اپنا حق بیان کرے کہ یہ میرا حق ہے کسی اور کا حق نہیں ہے پھر اگر یہ حق کسی اور کو دیا جائے تو اس نے شرک کیا اور شرک سب سے بڑا گناہ ہے

میں معاف نہیں کروں گا اور جو شرک کرے گا اس کے لیے جہنم کا دائمی عذاب ہے۔ اپنے نبی بھی بھیجے، اپنے رسولوں کو یہ وحی نازل فرمائی کہ شرک کو مٹاؤ اور لوگوں کو توحید کی دعوت دو، جو نہیں مانیں گے ان کے خلاف جہاد کرو۔ بات سمجھ آئی کہ نہیں؟ تو ان کا خون بھی حلال، ان کا مال بھی حلال مال غنیمت اس کے باوجود بھی یہ حق اللہ تعالیٰ کسی اور کو عطا کر دیتے ہیں۔ دیکھیں یہ کوئی سوچنے کی بات ہے؟ احکم الحاکمین کی یہ حکمت ہے ایک چیز کو شرک بیان کیا اور شرک بیان کرنے کے بعد وہ حق کسی اور کو دے دیا، سبحان اللہ!

تو یاد رکھیں کہ اگر غائب ہے اور اس نے اپنے اس مرید کی سنی جو بحیرہ عرب میں تھا تو اس وقت وہ کسی اور کی بھی سن سکتا ہے کیوں کہ مرید ایک نہیں ہے اور یہ قصہ شمائل امدادیہ میں مشہور قصہ ہے، اشرف علی تھانوی نے اس قصے کو بیان کیا کہ ایک مرید تھا امداد اللہ مہاجر مکی کا، حج کے لیے جا رہا تھا آگبوٹ میں تو شدید طوفان آیا اور اس نے اس شدید طوفان کی حالت میں اس نے یہ کہا کہ ابھی اپنے پیر و مرشد کو پکارتا ہوں۔ دیکھیں طوفان کی حالت میں موت سامنے ہے، کوئی اور راستہ نہیں ہے۔ اس وقت بھی دیکھیں کہ لوگوں نے کس طریقے سے لوگوں کے دلوں میں صوفیت کو داخل کر دیا۔ اب ایسے مشکل وقت میں کیا کرنا چاہیے تھا؟ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ بھئی موت آگئی ہے سامنے۔ لیکن اس وقت کیا کیا؟ اے امداد میری امداد کر۔ امداد اللہ مہاجر مکی انڈیا میں ان کو آواز پہنچی امداد کی اور وہ جو آگبوٹ ڈوب رہی تھی اس کو اوپر کیا اور وہ سب کے سب محفوظ ہو گئے اور طوفان تھم گیا۔ دوسرے دن صبح کے وقت ان کے مرید آتے ہیں پاؤں دبانے کے لیے، جب کمر پر ہاتھ رکھا تو بہت درد محسوس کیا اور ان کو روک دیا۔ جب انہوں نے پوچھا کہ تین دن ہو گئے اور آپ باہر بھی نہیں گئے آپ کو یہ تکلیف کیسے ہو گئی؟ تو انہوں نے پہلے کہنے سے انکار کر دیا،

تیسری مرتبہ جب انہوں نے اصرار کیا تو یہ فرمایا کہ میرے ایک مرید نے مجھے پکارا میں اس کی پکار کے لیے گیا اور آگبوٹ کو اپنی کمر کے سہارے سے اوپر کیا اور وہ لوگ بچ گئے ۔جب انہوں نے کپڑہ اٹھایا تو کمر چھلی ہوئی تھی۔ یہ الفاظ ہیں۔

میرے بھائی یہ عقیدہ ہے اور احمد رضا خان بریلوی ملفوظات میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے غوث پاک کو ایک رجسٹر عطا فرمایا جس میں ان کے مریدین کے نام ہیں تا قیامت اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا غوث کو کہ میں نے تمہیں بخش دیئے۔

یعنی جو بھی آپ ان کے ساتھ کرنا چاہیں آپ کریں۔ یہ جو مریدین ہیں جو تا قیامت رجسٹر میں لکھے ہوئے ہیں جب بھی غوث کو پکارتے ہیں سنتا ہے کہ نہیں سنتا؟ اگر نہیں سنا تو پھر مرید کیسا؟ یعنی یہ عقیدہ ہے کہ غوث سنتا ہے اور سب کی سنتا ہے اور ایک وقت میں سنتا ہے تو اسے کہتے ہیں "الدعاء الشرکی"۔

3۔ تیسرا ہے اگر غیر قادر ہے۔ایک شخص فالج کا مریض ہے آپ کے سامنے ہے زندہ بھی ہے اور حاضر بھی ہے۔ آپ اسے کہتے ہیں کہ میری مدد فرما۔ آپ کے سامنے ہے، ایک چیز پڑی ہے آپ نے وہ اٹھانی ہے اور گاڑی میں رکھنی ہے۔ ایک فالج کا مریض ہے، آپ اسے کہتے ہیں کہ میری مدد فرما۔ تو اس کی دو صورتیں ہیں یا تو آپ اس کا مذاق اڑا رہے ہیں جو حرام ہے جائز نہیں ہے شرعاً۔ مسلمان بھائی کا مذاق اڑانا جائز نہیں ہے، وہ پہلے سے ہی بیچارا پریشان ہے اس کو فالج کا اٹیک ہے اور آپ اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔

دوسری یہ صورت ہے کہ آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ اس کے اندر ایسی طاقت ہے جو وہ ایک اشارے سے آپ کا سامان اٹھا کر رکھ سکتا ہے، یہ شرک ہے۔

تو کتنی صورتیں ہو گئیں غیر اللہ کو پکارنے کی؟ غیر اللہ کو پکارنا، مردہ کو پکارنا، غیر اللہ کو پکارنا ہر اس کام میں جس پر اللہ تعالیٰ قادر ہے جیسے مشکل کشائی، حاجت روائی، اولاد دینا۔ اولاد کون دے سکتا ہے؟ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اے علی مجھے نیک و صالح اولاد عطا فرما تو یہ شرک ہے۔ دوسری صورت ہے مردہ کو پکارنا، شرک ہے۔ تیسری صورت ہے غائبین کو پکارنا جو دور ہو سنتا نہ ہو آپ کو، جو حاضر نہ ہو، شرک ہے۔

4۔ چوتھی صورت ہے، کوئی حاضر ہے اور غیر قادر ہے، اس کے پاس طاقت نہیں ہے کہ آپ کی مدد کرے۔ فالج کا مریض ہے یا اپاہج ہے تو اس کو پکارنے کی دو صورتیں ہیں یا تو لغو ہے، اس کا مذاق اڑا رہے ہیں جو حرام ہے، شرک نہیں ہے۔ دوسری یہ صورت ہے کہ آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ اس کے اندر کوئی ایسی طاقت ہے کوئی غیبی طاقت ہے جو آپ کی مدد کر سکتی ہے اسے کہتے ہیں شرک۔

تو یہ تفصیل تھی دعا کی اس لیے کوئی شخص بھی کہے کہ کیا غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے؟ تو اس کی تفصیل بیان کرنا ضروری ہے۔

شیخ صاحب آگے فرماتے ہیں: خوف عبادت ہے۔ ”ودليل الخوف قوله تعالى“

دلیل کیا ہے کہ خوف عبادت ہے؟ دیکھیں جیسے پہلے بیان کیا تھا کہ ہر ایک بات پر جملہ پھر دلیل ہے۔ شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ ”ودليل الخوف“ اس کی دلیل کہ خوف عبادت ہے، ڈر عبادت ہے ”قوله تعالى“ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴾(آل عمران/175) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں﴿ فَلَا تَخَافُوهُمْ ﴾(پس ان سے نہ ڈرو) ﴿ وَخَافُونِ ﴾(اور مجھ سے ڈرو) ﴿ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴾ (اگر تم مومن ہو)

یاد رکھیں کہ خوف کی مختلف قسمیں ہیں، ہر قسم کا خوف شرک نہیں ہوتا اس میں بھی تفصیل ہے اس لیے اگر کوئی یہ سوال کرے کہ غیر اللہ سے ڈرنا شرک ہے؟ جواب کیا ہے ؟ ہاں یا نہ نہیں، جواب ہے تفصیل کیوں کہ خوف کی مختلف قسمیں ہیں:

1۔ پہلی قسم ہے ''طبعی خوف''۔ انسان سانپ سے ڈرتا ہے، بچھو سے ڈرتا ہے، آگ سے ڈرتا ہے، زلزلے سے ڈرتا ہے، طوفان سے ڈرتا ہے۔ ڈرتا ہے کہ نہیں ڈرتا؟ تو کیا یہ شرک ہے ؟ نہیں، یہ شرک نہیں ہے اور اس کی دلیل میں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا قرآن مجید میں کہ موسیٰ π جب اٹھے تو وہ ڈر کی وجہ سے چھپ رہے تھے۔ کس سے ڈرتے تھے؟ کہ فرعون کی فوج آکر پکڑ نہ لے، تو ڈرتے تھے وہ۔ تو یہ ڈرنا، یہ ڈرنا جو ہے یہ طبعی ڈر ہے، انسان دشمن سے ڈرتا ہے۔ اگر وہ اس طریقے سے ڈر گئے تو یہ شرک نہیں ہے، یاد رکھیں۔ یہ طبعی خوف ہے، اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں اس خوف کو پیدا کیا ہے۔

2۔ دوسری قسم کا خوف ہے ''خوف العبادۃ'' اور یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے جیسے اس آیت میں دلیل ہے کہ ان سے نہ ڈرو مجھ سے ڈرو اگر تم واقعی مومن ہو، سچے مومن ہو۔ اور یہ جو خوف ہے اس کی صورت یہ ہے کہ انسان جب کوئی گناہ کرنے کو آتا ہے تو رک جاتا ہے۔ کس چیز سے ڈر کر رکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے ڈر سے۔ تو یہ جو ڈر اس کے اندر ہے کہ اگر میں یہ

عمل جو میں کروں گا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے، میں اللہ تعالیٰ سے اوجھل نہیں ہو سکتا چھپ نہیں سکتا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے پکڑ بھی سکتا ہے اور مجھے سزا بھی دے سکتا ہے تو ایک ڈر کی کیفیت دل میں پیدا ہوتی ہے جو مجھے برائیوں سے روکتی ہے۔ یہ ڈر اللہ تعالیٰ کا حق ہے کسی اور کا حق نہیں ہے۔ اگر یہ ہی ڈر کسی اور کو دیا جائے اسے کہتے ہیں شرک اور اسے کہتے ہیں خوف السر کہ چھپا ہوا ڈر۔

ایک شخص ہے کہ مزار کے قریب سے گزرتا ہے، اس کے ساتھی مزار میں جاتے ہیں یہ اس نیت سے جاتا ہے کہ اگر میں نہیں جاؤں گا تو کوئی مصیبت آئے گی یہ پیر ناراض ہو جائیں گے، یہ ڈر ہے۔ ڈر ایک مستقل عبادت ہے یاد رکھیں، دل کی عبادت ہے۔ جب یہ عبادت اس بزرگ کے لیے صرف کر دی تو یہ شرک فی العبادۃ ہے اور اسے کہتے خوف السر۔

تو صورتیں دیکھیں یاد رکھیں ، جو طبعی خوف ہے اس کی دو صورتیں ہیں:

1۔ایک جائز ہے۔

2۔ایک ناجائز ہے۔

جائز یہ ہے کہ انسان اگر آگ سے ڈرتا ہے یا سانپ ہے سانپ سے ڈرتا ہے اور سانپ اس کے راستے میں ہے یا دروازے پر بیٹھا ہے اب وہ شخص ڈر کے مارے بیٹھا ہے، طبعی خوف ہے کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر اس کا اس سانپ سے ڈرنا اسے فرض نماز سے روکتا ہے تو یہ ڈر جائز نہیں ہے حالانکہ طبعی ڈر ہے تو اسے کچھ کرنا چاہیے۔ اب جب تک سانپ وہاں پر بیٹھا رہے گا کیا نماز نہیں پڑھو گے ؟ تو یہ ڈر جو ہے جو طبعی تھا جائز تھا یہاں پر ناجائز ہو گیا۔

بات سمجھ آئی کہ نہیں؟

اللہ تعالیٰ سے ڈر فرض ہے، ہر انسان مسلمان پر فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے عبادت کا۔ ایک ڈر ایسا ہوتا ہے جو کہ جو محمود ہے اور دوسرا ڈر ویسا ہوتا ہے جو مذموم ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ سے ڈر کیا مذموم بھی ہو سکتا ہے؟ جی ہاں، اس کی صورت ہے۔ محمود اللہ تعالیٰ سے یہ ڈر ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور عبادت میں اور آگے بڑھے۔ یہ اچھی بات ہے کہ نہیں؟ بلکہ یہ انسان، یہ مسلمان practically عملاً ظاہر کر رہا ہے اور یہ بتا رہا ہے کہ واقعی اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں میں۔ زبان سے تو بہت ڈرنے والے ہیں عمل سے کوئی ڈرنے والا ہے تو پھر بات ہوتی ہے ناں بہت سارے لوگ جو روڈ پر کھڑے ہو کر پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہو کہ نہیں؟ کہتے ہیں کہ ڈرتے ہیں لیکن نماز نہیں پڑھتے۔ تو اللہ تعالیٰ کا وہ ڈر جو انسان کو عبادت پر آمادہ کرے یہ ہوتا ہے "الخوف المحمود" (اچھا ڈر)۔

دوسری قسم کا ڈر جو مذموم ہے وہ یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور اس ڈر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو جائے یعنی میں گناہ گار ہوں، اللہ تعالیٰ مجھے معاف کبھی نہیں کرے گا، مجھے ڈر ہے اللہ تعالیٰ مجھے سزا دے گا تو عبادت چھوڑ دی۔ بات سمجھ آئی کہ نہیں؟ اسے کہتے ہیں "القنوط من رحمة الله" اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو جانا۔ تو جو ڈر آپ کو مایوسی میں ڈال دے یہ ڈر یاد رکھیں جائز نہیں ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ کا ہی ڈر کیوں نہ ہو۔ تو اچھا ڈر وہ ہے جو آپ کو اللہ تعالیٰ کے اور قریب کر دے اور بُرا ڈر وہ ہے جو آپ کو اللہ تعالیٰ سے دور کر دے۔

"ودليل الرجاء" رجاء کہتے ہیں امید کو اور امید بھی دل کا عمل ہے کہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس نیک عمل کی وجہ سے جنت عطا فرمائیں گے،

امید ہے۔اس کی دلیل کیا ہے کہ امید عبادت ہے۔"قولہ تعالی" ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾ (الکھف/110)

(بس جو کوئی اللہ تعالیٰ سے ملنے کی امید کرتا ہے، اپنے ربّ سے ملنے کی امید کرتا ہے﴿فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا﴾پس اس کو چاہیے کہ وہ عمل صالح کرے اچھے عمل کرے ﴿وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾اور اپنے ربّ کی عبادت میں کسی اور کو شریک نہ ٹھہرائے)

اس عظیم آیت میں پھر وہ صیغ العموم آیا ہے﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا﴾جو بھی امید رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ثواب عطا فرمائیں گے،اسے جنت عطا فرمائیں گے ﴿فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا﴾تو اس کے لیے بات تو آسان ہے۔ جنت میں جانا چاہتے ہو،اپنے ربّ کی نزدیکی حاصل کرنا چاہتے ہو، اللہ تعالیٰ نے یہاں پر دو چیزیں بیان کی ہیں کہ عمل صالح کرو اور شرک کبھی نہ کرو۔ مشکل ہے ؟ عمل صالح کیا ہے ؟ جس کی دو شرطیں ہیں "الاخلاص و المتابعة" اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص اور نبی کریم ﷺ کا طریقہ ۔ یہ دو شرطیں ہیں عمل صالح کی اگر ان دو شرطوں میں سے ایک شرط نہ پائی جائے یا دونوں نہ ہوں تو عمل صالح نہیں رہتا۔ عمل تو ضرور ہے لیکن صالح نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ کو

قبول صرف اعمال صالحہ ہیں، جو صالح نہیں اللہ تعالیٰ کو قبول نہیں، اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول نہیں۔﴿ وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾ مجھے تعجب ہوتا ہے جو لوگ غیر اللہ کو پکارتے ہیں، صبح شام رٹ لگائی ہوئی ہے کہ یا غوث مدد، یا علی مدد۔ جب انہیں منع کرتے ہیں تو وہ جھگڑتے ہیں، بھئی کیوں منع کرتے ہو تم لوگ، بھئی علی بھی تو اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے ولی ہے، غوث بھی ولی ہے۔ کیوں منع کرتے ہو؟ بھئی دیکھیں اللہ تعالیٰ یہاں پر فرما رہا ہے، اگر آپ کے دل میں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت سے نوازے گا، اپنے قریب کرے گا تو دو چیزوں سے بچ جاؤ، ایک عمل کرو اور دوسرے سے بچ جاؤ۔ عمل کیا کرو؟ عمل صالح کرو اور کسی اور کو پکارنا عمل صالح نہیں ہے۔ اچھا اگر آپ نے پکارا، آپ یہ علمی دلائل تو نہیں مانتے اچھا عقلی دلیل بھی ذرا سمجھ لیں کہ اگر آپ علی کو مشکل کشا مانتے ہو، علی سے تم کیا مانگتے ہو؟ ایک بھی شخص علی سے جنت نہیں مانگتا جانتے ہیں آپ؟ کوئی ایسا شخص ہے جو علی سے جنت مانگے؟ نہیں مانگتے۔ کیا مانگتے ہیں، جانتے ہیں؟ دنیا مانگتے ہیں، اولاد مانگتے ہیں، رزق مانگتے ہیں، صحت مانگتے ہیں، دنیا بہتر ہو جائے مانگتے ہیں۔ ارے، یہ دنیا تو چھوڑ کر ہی جاؤ گے، دیکھیں مصیبت ہے، جس کے لیے اتنے بڑے گناہ کا ارتکاب کیا جا رہا ہے اسے چھوڑ کر ہی جاؤ گے اور آپ کو یقین ہے کہ جنت علی کے ہاتھ میں نہیں ہے تو پھر ایک چیز کو چھوڑ کر بھی جاؤ گے، اس کے لیے اپنی دنیا بھی خراب کر رہے ہو اور آخرت بھی خراب کر رہے ہو۔ اور علی کو پکارنے والوں میں سے کتنے لوگوں کو دنیا ملتی ہے؟ کیا سب کو ملتی ہے؟ نہیں، اکثر لوگوں کو ملتی ہی نہیں ہے۔ تو پکارا بھی، شرک بھی کیا، سب سے بد ترین گناہ بھی کیا، اللہ تعالیٰ سے دور بھی ہوئے، جنت کو حرام بھی کیا اپنے اوپر، دنیا بھی نہ ملی اور آخرت

بھی نہ ملی۔ ملا کیا پھر؟ ہم کیا کہتے ہیں، ہماری دعوت یہ ہے کہ پکارو صرف اللہ تعالیٰ کو چاہے دنیا ملے یا نہ ملے، آخرت ضرور ملے گی، اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ ﴿ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ ﴾ اللہ اکبر، دیکھیں الفاظ دیکھیں کہ جو اللہ تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے، جو امید رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے کوئی بہتری عطا فرمائے گا آخرت میں، جنت عطا فرمائے گا، عمل صالح کرے اور اگر پھر بھی آپ کو بات سمجھ نہیں آتی کہ غیر اللہ کو پکارنا عمل صالح نہیں تو آخری الفاظ کیا ہیں؟ ﴿ وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴾ یہاں پر اور تاکید کر دی کہ پکار عبادت ہے کسی اور کو نہ پکارنا۔ اسے شرک کہتے ہیں اور مشرک اللہ تعالیٰ سے کوئی امید نہ رکھے۔

"ودليل التوكل" توکل عبادت ہے۔ اس کی دلیل کیا ہے کہ توکل عبادت ہے؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾ (المائدۃ/23)

(اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو، توکل کرو اگر تم سچے مومن ہو)

سبحان اللہ، یعنی اگر تم سچے مومن نہیں ہو تو جس پر بھروسہ کرنا ہے جا کر کرو۔ سچا مومن بھروسہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ پر ہی کرتا ہے چاہے اسے دنیا ملے یا نہ ملے بھروسہ صرف اللہ تعالیٰ پر ہی کرنا ہے۔ اچھا توکل کا ہم ترجمہ کرتے ہیں بھروسہ۔ کیا غیر اللہ پر توکل کرنا شرک ہے؟ تفصیل ضروری ہے۔ کیوں؟ کیوں کہ توکل کے معنی وکیل بنانے کے ہیں (وکیل وہ نہیں جو ہم اردو میں سمجھتے ہیں وکیل Lawyer وہ نہیں) وکیل کہتے

ہیں کہ آپ کسی شخص پر بھروسہ کرکے اپنا کام کرواؤاس سے،اسے وکیل کہتے ہیں اور یہ جو توکل ہے اس کی قسمیں ہیں۔

1۔ صرف اللہ تعالیٰ پر توکل کہ اللہ تعالیٰ ہی واحد ذات ہے جو میری ہر بگڑی کو بنادیتا ہے اور اس کے سامنے کوئی چیز بھی مشکل نہیں اگرچہ میرے لیے بہت ساری چیزیں مشکل ہیں، میں پریشان ہو جاتا ہوں، میں ضعیف اور کمزور محتاج ہوں لیکن میرا ربّ ایسا ربّ ہے جس کے سامنے کوئی چیز بھی مشکل نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور ایسے توکل کرنے والا عین موحد ہے۔

2۔دوسری قسم کا توکل ہے توکل السر، چھپاہوا توکل۔ مرُدوں پر توکل کرنا، غائبین پر توکل کرنا جو زندہ ہیں لیکن دور ہیں، غائب ہیں اور ان حاضرین پر توکل کرنا جو قادر نہ ہوں۔ کیوں کہ توکل میں کیا ہوتا ہے؟ آپ کسی کی مدد حاصل کرتے ہیں،ایک کام آپ اکیلے نہیں کر سکتے تو کسی پر بھروسہ کرکے آپ اس سے وہ کام کرواتے ہیں۔ یا تو آپ اس کام سے عاجز ہیں یا آپ اکیلے نہیں کر سکتے کسی نہ کسی وجہ سے تو آپ کسی اور پر بھروسہ کریں کسی دوسری ذات پر بھروسہ کرکے آپ وہ کام کرواتے ہیں۔

3۔اور تیسری قسم کا توکل جو جائز ہے وہ یہ ہے کہ دنیا کہ معاملات میں انسان کسی پر بھروسہ کرے اور توکل کرے۔اس کی دو صورتیں ہیں:

1۔ پہلی صورت ہے جو جائز ہے کہ نیکی کے اعمال میں ایک دوسرے پر بھروسہ کرنا، کسی کو وکیل بنانا۔

2۔دوسری قسم جو ناجائز اور حرام ہے، بُرے اعمال میں کسی کو وکیل بنانا۔

اچھا، انسان کو آپ وکیل بنا سکتے ہیں، اس کی کوئی دلیل ہے ؟ نبی رحمت ﷺ نے حجۃ الوداع میں جب سو اونٹ ذبح کرنے تھے، خود کتنے کیے ؟ 63 اور باقی کس نے کیے ؟ کس کو وکیل بنایا؟ سیدنا علی ؓ کو۔ تو دنیا کے معاملات میں آپ کسی کو وکیل بنا سکتے ہیں۔

جو شرک کی صورت ہے وہ یہ ہے کہ کسی پر ایسا بھروسہ کرنا جو اللہ تعالیٰ کا حق ہو، وہ حق کسی اور کو دینا یہ شرک ہے۔ مرُدوں پر بھروسہ کرنا شرک ہے۔ کیوں ؟ کیوں کہ یہ عقیدہ ہے کہ یہ مردہ مرنے کے بعد بھی کوئی مدد کر سکتا ہے۔

اور جو غائب ہے جو دور ہے، کسی غائب پر بھروسہ کرنا کیوں شرک ہے ؟ کیوں کہ آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ اتنا دور ہو کر سنتا بھی ہے، اتنا دور ہو کر آپ کی مدد بھی کر سکتا ہے۔ اور یہ ساری صفات کس کی ہیں ؟ اللہ تعالیٰ کی ہیں۔

اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ میں اگر کسی کو فون کروں انڈیا یا پاکستان اور کہوں کہ یار میرا فلانہ کام پھنسا ہوا ہے یہ کر دو، یہ شرک ہے ؟ وہ بھی تو غائب ہے ؟ غائب نہیں ہے ؟ جو انڈیا بیٹھا ہے غائب ہے کہ نہیں ؟ تو یہ شرک کیوں نہیں ہے ؟ کیوں کہ فون ایک ذریعہ ہے جس سے وہ سن سکتا ہے لیکن یہاں پر بیٹھا ہوا ایک شخص یہ کہے کہ فلان بزرگ میری مدد کر، تو اس نے کیسے سنا بغیر ذریعے کے ؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ اس کے پاس ایسی کوئی طاقت ہے جو وہ یہاں بیٹھے ہوئے میری بات سن سکتا ہے۔ کچھ لوگ یہ چیز نہیں سمجھ سکتے ، وہ کہتے ہیں کہ بھئی آپ فون کریں تو پھر شرک نہیں ہے ہم ویسے پکاریں تو شرک ہے۔ تو میرے بھائی، دونوں صورتوں میں فرق ہے۔ فون ایک ذریعہ ہے وہ سن سکتا ہے فون کی بات لیکن یہاں پر بیٹھے ہوئے کوئی شخص ایسی بات کرے اور اتنی دور بیٹھے دوسرا سن لے اسے، اس کا مطلب یہ ہے کہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ اس کے پاس ایک ایسی

طاقت ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ بات سمجھ آئی کہ نہیں؟ اچھا یہ عطا کی بات کرتے ہیں، میں پھر وہی بات کروں گا۔ اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین ہے اللہ تعالیٰ کی حکمت یہ نہیں ہے کہ ایک چیز صرف اپنا حق بیان کرے قرآن میں اور حدیث میں، اپنے رسول بھی بھیجے اور لوگوں کو اس کی تعلیم بھی دیں، دعوت بھی دیں کہ یہ شرک ہے اس سے بچ کر رہنا پھر لوگوں کو اجازت بھی دے۔ اپنے چند لوگ چنے اور کہے کہ یہ حق میں نے تجھے عطا کیا، تو میرا غوث ہے، تو میرا بندہ ہے، تو میرا ولی ہے کہ لوگ تجھے بھی پکاریں اور مجھے بھی پکاریں، یہ شرک نہیں ہے۔ یہ کبھی ہو سکتا ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت نہیں ہے یاد رکھیں۔ اس لیے لوگوں کو بہت یقیناً بڑی غلطی لگی ہے کہ ذاتی طور پر اللہ تعالیٰ خالق ہے اور عطائی طور پر غوث خالق ہے۔ خلق صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، یاد رکھیں کسی اور کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ جتنی آیات ہیں قرآن مجید میں سورۃ مریم میں ہے یا سورۃ آل عمران میں ہے کہ عیسیٰ π نے مٹی سے پرندہ بنایا اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اڑ گیا ﴿لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا﴾ (مریم/19) جبرئیل π نے فرمایا یہ مریم] کو کہ میں تمہیں بیٹا عطا کرنے آیا ہوں۔ یہ جتنی بھی آیات ہیں متشابہ آیات ہیں ان کا رد کرو محکم آیات کی طرف۔ محکم آیات قرآن مجید میں وہ ثابت آیات ہیں جو بنیادی آیات ہیں جن کی طرف ہر متشابہ آیت کو لوٹایا جاتا ہے اور یہ خدشہ دور ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق، کوئی مالک، کوئی رازق نہیں، مشکل کشا صرف ایک ہی ذات ہے حاجت روا صرف ایک ہی ذات ہے۔ اگر کسی غلط فہمی کی وجہ سے ضعیف حدیث یا صحیح غیر صریح حدیث یا کسی متشابہ آیت جو دلیل بنائے رکھا ہے یاد رکھیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قرآن مجید میں، سورۃ آل عمران آیت نمبر 7 میں کہ

جو لوگ متشابہ پر عمل کرتے ہیں ان کے دل میں زیغ ہے، وہ بدکار لوگ ہیں راہ راست سے ہٹنا چاہتے ہیں، لوگوں کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں، ان کے دل میں مرض ہے اور وہ اپنے اس مرض سے لوگوں کو بھی گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔

واضح الفاظ ہیں قرآن مجید کے۔

توکل میں دو آیتیں شیخ صاحب نے بیان کی ہیں، دوسری آیت ہے وقولہ تعالیٰ:

﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾ (الطلاق/3)

اللہ اکبر، (اور جو بھی اللہ تعالیٰ پر توکل کرے، اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے اللہ تعالیٰ اسے کافی ہے)

سبحان اللہ، دیکھیں کتنے واضح الفاظ ہیں کتنی واضح باتیں ہیں۔ واللہ، یہ موٹی موٹی باتیں ہیں اور شیخ صاحب نے پہلے بھی میں نے بیان کیا تھا کہ ان آیتوں کو چنا جو چھوٹا بچہ بھی سمجھ سکے کیوں کہ یہ مقرر ہے سعودی عرب میں ابتدائی تعلیم کی کلاسس میں۔ ابتدائی تعلیم جو ہے پہلی، دوسری، تیسری کلاس میں یہ قاعدہ پڑھایا جاتا ہے اور موٹے موٹے الفاظ ہیں بچہ سمجھ سکتا ہے واللہ، آج بچہ سمجھ سکتا ہے لیکن تعجب اور دکھ کی بات یہ ہے کہ ہمارے بڑے بڑے علماء نہ سمجھ سکے اس مسئلے کو جو اپنے آپ کو علماء کہتے ہیں وہ ان مسائل کو نہ سمجھ سکے، کتنے دکھ کی بات ہے کہ سات سال کا بچہ سمجھ لیتا ہے، ستر سال کے بزرگ کو سمجھ نہیں آتی۔ جو بھی اللہ تعالیٰ پر توکل کرے بھروسہ کرے اللہ تعالیٰ اسے کافی ہے اور جسے اللہ تعالیٰ کافی ہو، جس کی ہر بگڑی اللہ تعالیٰ بنائے تو اسے کیا ضرورت ہے کہ کسی اور پر بھروسہ کرے۔ کسی اور پر بھروسہ کون کرتا ہے؟ جس کو شک ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی

نہیں ہے اس لیے وہ کسی اور کو بھی ڈھونڈتا ہے۔ جی یہ مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کافی ہے بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہی کرنا چاہیے لیکن یہ بھی تو نیک بندہ ہے، یہ بھی تو ولی ہے۔ سبحان اللہ! بھئی یہ کس نے انکار کیا کہ یہ ولی ہے کہ نہیں، اگر ولی ہے تو یہ ولی نے کہاں کہا کہ مجھ پر توکل کرو۔ اس ولی نے کہیں یہ دعویٰ تو کیا ہو گا؟! عبد القادر جیلانی: ان کی کتابیں موجود ہیں "غنیۃ الطالبین" بھی موجود ہیں، ایک مرتبہ مجھے ایک لفظ دکھائیں جہاں پر لکھا ہو کہ مجھے غوث کہا کرو، ایک مرتبہ دکھادو۔ کہیں عبد القادر جیلانی نے یہ کہا ہے کہ مجھے غوث کہو؟ لیکن ظالموں نے غوث لقب رکھ لیا غوث ہیں اور غوث جانتے ہیں کہ مصیبتوں میں کام آنے والا، غوث کا مطلب ہے مصیبتوں میں کام آنے والا اور نجات دلانے والا۔ عبد القادر جیلانی: اس سے بَری ہیں، ہمارا یہ ایمان ہے کہ اس سے بَری ہیں انہوں نے کبھی اس کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ کبھی کرتے، ان کے بعد ان کے شاگردوں نے یہ دعویٰ نہیں کیا، بعد میں آنے والے لوگ جو صوفی ہیں متصوفہ جو ہیں جنہوں نے صوفیت کو دائرہ اسلام میں داخل کر دیا، صوفیت کو اہل سنت والجماعت میں داخل کر دیا۔ انہوں نے من گھڑت باتیں جن کی سند نہیں، جن کی کوئی بنیاد نہیں داخل کر دیں۔ یہ غوث صاحب ہیں۔ اچھا، غوث ہے تو پکارو بھی۔ ایک تو غوث کا لفظ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے کسی اور کے لیے نہیں ہے پھر یہ غوث ہے اس سے مانگو بھی (پکار) پھر اس سے بیٹا بھی مانگو، اس سے رزق بھی مانگو، یہ مشکل کشا بھی ہے۔ یعنی ایک لفظ کی وجہ سے کتنے شرک ہوئے آپ گن نہیں سکتے۔ تو جس کے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے اس کو زیب نہیں دیتا کہ وہ کسی اور کو جا کر پکارے اور کسی اور پر بھروسہ کرے۔

”ودليل الرغبة ،والرهبة ،والخشوع “ رغبت،رہبت اور خشوع ۔رغبت دل میں پیدا کرنا، چاہت۔رہبہ ڈر کی ایک صورت ہے اور خشوع دل میں نرمی اور خشوع پیدا ہونا۔یہ ساری کی ساری عبادات ہیں اور یہ سارے کے سارے اللہ تعالیٰ کے حقوق ہیں۔اس کی دلیل کیا ہے کہ یہ عبادات ہیں؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا ۖ وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ﴾ (الانبیاء/90)

﴿إِنَّهُمْ﴾ (بے شک وہ) ﴿كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ﴾ (وہ اچھے کاموں میں ایک دوسرے سے سبقت کرتے، آگے بڑھتے) ﴿وَيَدْعُونَنَا﴾ (اور ہمیں پکارتے) ﴿رَغَبًا وَرَهَبًا ۖ وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ﴾ (رغبت کرتے ہوئے، ڈرتے ہوئے اور خشوع بھی صرف ہمارے لیے تھا کسی اور کے لیے نہیں تھا ﴿وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ﴾)

سبحان اللہ، اکثر لوگ اس چیز سے غافل ہیں کہ رغبت اور رہبت بھی عبادت ہے، یہ بھی اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ خشوع و خضوع بھی عبادت کا حصہ ہے ایک الگ عبادات ہیں، مستقل عبادات ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہیں۔

رابعہ عدویہ کے بارے میں مشہور ہے اور کافی کتابوں میں آیا ہے بریلویت کی کتابوں میں اور دیوبندیت کی کتابوں میں کہ وہ کہتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اگر میں تیری عبادت کروں جہنم کے ڈر سے تو مجھے جہنم میں جلا دینا۔

یعنی یہاں پر خوف نہیں ہے، رہبت نہیں ہے یعنی عبادت کرنی ہے تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے، دیکھیں رغبت امید سے کرتے ہوئے، رہبت ڈرتے ہوئے اور خشوع و خضوع دل میں کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طریقے سے کرو۔ یہ آیت کریمہ کن کے لیے تھی؟ انبیاءo کے لیے تھی۔ سورۃ الانبیاء میں ہے، اللہ تعالیٰ نے جب انبیاء کا ذکر کیا تو ان کے ذکر کے بعد اس آیت سے ختم کیا ﴿اِنَّهُمۡ كَانُوۡا يُسٰرِعُوۡنَ فِى الۡخَيۡرٰتِ وَيَدۡعُوۡنَنَا﴾ ہمیں پکارتے۔ کیسے پکارتے؟ ﴿رَغَبًا وَّرَهَبًا‌ ؕ وَكَانُوۡا لَنَا خٰشِعِيۡنَ﴾ لیکن کچھ لوگوں کے نزدیک اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے جنت طلب کرنے کے لیے تو اس نے شرک کیا۔ دیکھیں نعوذ باللہ، اور اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے جہنم کے ڈر کی وجہ سے تو اس نے بھی شرک کیا۔ دیکھیں مفاہیم اور موازین کیسے الٹی ہو گئیں؟ ترازو کیسے الٹے ہو گئے؟ جو شرک تھا اس کو شرک نہیں مانتے اور جو توحید ہے اسے شرک مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے انبیاءo، اللہ تعالیٰ گواہی دے رہے ہیں قرآن مجید میں کہ میرے یہ جو پیارے نبی ہیں مجھے کیسے پکارتے ہیں، اس کی کیفیت کیا ہوتی ہے۔ یہ جتنے بھی اعمال ہیں یہ دل کے اعمال ہیں زبان کے اعمال نہیں ہیں یاد رکھیں۔ یہ رغبت ہے، رہبت ہے، خشوع ہے، یہ زبان سے نہیں ہوتا یہ دل کے اعمال ہیں۔ دل کے

اعمال سے کون واقف ہے ؟ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ واقف ہے تو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ دل میں کیا ہے۔ اپنے انبیاء O کے دل میں اللہ تعالیٰ جان چکے تھے۔ جب پکارتے تھے تو کیسے پکارتے تھے اللہ تعالیٰ کو؟ رغبت، رہبت اور خشوع کے ساتھ۔ لیکن ظالموں نے یہ کہا کہ جو رغبت کے ساتھ عبادت کرے یا رہبت کے ساتھ عبادت کرے تو اس نے شرک کیا نعوذ باللہ من الخذلان۔ کیا نعوذ باللہ کیا اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی شرک کرتے تھے نعوذ باللہ ؟!

ارواح ثلاثہ میں اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ فلاں بزرگ ہے، اس بزرگ نے فرمایا ، جب میں جنت میں داخل ہوں گا (جب میں جنت میں جاؤں گا) اور حوریں آئیں گی تو میں حوروں سے یہ کہوں گا کہ قرآن پڑھنا ہے، قرآن کی تلاوت کرنی ہے تو کرو، ورنہ جاؤ (اپنا راستہ ناپو)۔

سبحان اللہ، کوئی جزم کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ میں جنتی ہوں؟ کوئی کہہ سکتا ہے؟ اللہ اکبر! سیدنا عمر بن خطاب τ سیدنا حذیفہ τ کے پاس جاتے اور سوال کرتے کہ اے حذیفہ ! تمہیں اللہ کی قسم ہے کیا نبی کریم ﷺ نے میرا نام منافقوں میں تو نہیں لیا؟ کیا میرے نام کا شمار منافقوں کے ساتھ تو نہیں ہے ؟ وہ بھی ڈرتے تھے اپنے اوپر۔ جنت کی بشارت کس نے دی تھی؟ نبی رحمت ﷺ نے دی تھی۔ اپنی مرضی سے؟ وحی کے ذریعے سے ۔اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا کہ اے میرے پیارے نبی ﷺ ! یہ جنتی ہے۔ سیدنا عمر τ کو زندگی میں جنت کی بشارت دی گئی، انہوں نے کبھی نہیں کہا کہ میں جنتی ہوں۔ کبھی سنا ہے آپ نے؟ کسی حدیث میں آیا ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ میں جنتی ہوں؟ لیکن آج کے بزرگ ، آج کے پیر کہتے ہیں کہ (جب میں جنت میں جاؤں گا اور حوریں آئیں

گی)جنت میں جانا کسی کو شک نہیں(جاؤں گا) جزم کے ساتھ اور (حوریں بھی آئیں گی میرے پاس)اور حوریں بے چاری میرے پاس کیا کرنے آئیں گی(قرآن پڑھنا ہے تو پڑھو ورنہ وہ راستہ ہے)۔

﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴾ جانتے ہیں کیوں؟ کیوں کہ انہیں جنت کی کبھی تڑپ ہی نہیں تھی،انہیں جنت کی کبھی امید ہی نہیں تھی،وہ اللہ تعالیٰ سے جنت کے لیے عبادت نہیں کرتے تھے، وہ بار بار یہ ہی کہتے ہیں۔ صوفیوں کے نزدیک عبادت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے کی جاتی ہے بغیر ڈر کے اور بغیر امید کے۔اور جس نے بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کی بغیر ڈر اور بغیر امید کے کیا وہ عبادت ہے ؟! عبادت کے تین ارکان میں بیان کر چکا تھا، ہر درس میں بیان کرتا ہوں میں اور بار بار میں نے بیان کیے ہیں۔ یہ وجہ ہے کہ ایسے گروہ موجود ہیں جو ایک پر عمل کرتے ہیں اور ایک کو چھوڑ دیتے ہیں اور صوفیوں نے دو چھوڑے۔ تین بنیادیں کیا ہیں عبادت کی؟

1۔محبت،اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی ہے محبت کے ساتھ،اللہ تعالیٰ سے محبت کرنی ہے اور عبادت کرنی ہے۔

2۔امید کے ساتھ۔

3۔ڈر کے ساتھ۔

یہ تین بنیادی ارکان ہیں عبادت کے،ہر عبادت کے۔ جس نماز میں اللہ تعالیٰ سے محبت نہ ہو تو وہ نماز نہیں، جس نماز میں اللہ تعالیٰ کا ڈر نہ ہو تو وہ نماز نہیں، جس میں امید نہ وہ نماز نہیں،ہر عبادت کی یہ تین بنیادیں ہیں۔ صوفی حضرات کہتے ہیں کہ ہم صرف محبت کرتے

ہیں اللہ تعالیٰ سے اور کاش وہ لفظ محبت کا استعمال کرتے۔ لفظ کیا استعمال کرتے ہیں؟ ہم اللہ تعالیٰ کے عاشق ہیں، ہمیں عشق ہے اللہ تعالیٰ سے، نعوذ باللہ۔ اللہ تعالیٰ کی قسم، کوئی بھی شخص اپنی ماں کو یہ نہیں کہتا کہ میں اپنی ماں کا عاشق ہوں۔ ان صوفیوں سے کہیں اور میں معذرت کے ساتھ یہ لفظ استعمال کر رہا ہوں، واللہ۔ دکھ ہوتا ہے کہ اپنی والدہ کے ساتھ یہ لفظ استعمال نہیں کر سکتے اور ربّ ذوالجلال کے لیے یہ لفظ استعمال کرتے ہیں اور عقیدۃ الطحاویہ کی شرح میں امام ابو حنیفہ: کا عقیدہ ہے، انہوں نے دس قسم کے محبت کے مراتب بیان کیے ہیں اور یہ فرمایا ہے کہ عشق عربی زبان میں اس کو بھی کہا جاتا ہے جس محبت میں شہوت ہو، واللہ۔ اور آج کل جتنے بھی صوفی ہیں وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم حنفی ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ نہیں کہتے؟ امام ابو حنیفہ: اس کا انکار کر چکے ہیں۔ امام ابو حنیفہ: کی کوئی تصنیف دیکھ لیں کہیں کوئی عشق کا لفظ آپ کو نہیں ملے گا۔ ابو یوسف: کی بھی کوئی تصنیف دیکھ لیں، امام حسن شیبانی: کی کوئی تصنیف دیکھ لیں، ان کے شاگردوں کو دیکھ لیں آپ کہیں عشق کا لفظ نہیں ہے۔ یہ کہاں سے آیا؟ یہ صوفیت کی تعلیم ہے، صوفیت اہل سنت والجماعت کے خون میں بس چکی ہے اور ہمیں اس کا علم بھی نہیں ہے۔ ہماری دعوت کیا ہے؟ توحید اور سنت کی دعوت ہے، اس صوفیت کو نکالو اور راہ راست پر آجاؤ۔ ہمارا جھگڑا کسی کے ساتھ نہیں ہے، ہم کسی کی ناجائز مخالفت نہیں کرتے، ہماری باتوں میں دلیل نہ ہو، جب میں اپنی زبان سے اپنی بات کروں تو میری بات کو دیوار پر مارو، امام ابو حنیفہ: کا یہ قول تھا، ہمارا ابھی یہ ہی قول ہے، ہمارے علماء کا بھی یہ ہی قول ہے۔ یہ ہمارے سلف صالحین ہیں ہم ان کی پیروی کرتے ہیں، ان کی اتباع کرتے ہیں لیکن جب قرآن وحدیث سامنے آجائے پھر کسی کو یہ زیب نہیں دیتا اور کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ قرآن وحدیث کو ترک

کر دے اور اپنی من مانی کرتا پھرے۔ تو یہ صوفیت کس طریقے سے آئی ہے؟ یہ جاہل لوگوں کے دلوں میں دین کی خیر خواہی کا نام لے کر ان کے خون میں اس صوفیت کو ملا دیا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور امید رکھنا، اس کے ساتھ عبادت کرنا ان دونوں ارکان کے ساتھ اور دل میں خشوع و خضوع کے ساتھ یہ عبادت یہ کامل عبادت ہے۔ اس عبادت کو اللہ تعالیٰ پسند بھی کرتا ہے اور اس عبادت کو اللہ تعالیٰ قبول بھی فرماتا ہے۔

"ودليل الخشية" خشیہ وہ ڈر جو دل کی جڑوں میں ہوتا ہے، خشیت اور یہ ڈر عبادت ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي﴾ (البقرة/150)

(اور ان سے نہ ڈرو مجھ سے ڈرو)

دیکھیں اردو زبان میں لفظ ڈر ہی ہے مجھے دوسرا کوئی لفظ نہیں ملا جس سے میں اس لفظ یعنی خوف ڈر، رہب ڈر، خشیہ ڈر میں فرق کر سکوں۔ اور کوئی لفظ ملا نہیں تو اس لیے میں بار بار میں ڈر ہی کی بات کر رہا ہوں۔ عربی زبان میں دیکھیں، اللہ تعالیٰ نے اس زبان کو چنا ہے، ہر ڈر کا اپنا مرتبہ ہے، سب برابر نہیں ہیں۔ خوف، رہبہ اور خشیہ، یہ تین مختلف قسم کے ڈر ہیں اور تینوں عبادت ہیں یعنی کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جو ڈر عبادت ہے چاہے وہ جس مرتبے کا بھی ہو وہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے صرف اللہ تعالیٰ کے لیے صرف کرنا یہ توحید العبادۃ ہے اور کسی اور کے لیے صرف کرنا یہ شرک فی العبادۃ ہے لیکن اس کے باوجود بھی، دیکھیں تین قسم کے ڈر قرآن مجید میں مختلف الفاظ سے اللہ تعالیٰ نے بیان کیے ہیں لیکن پھر بھی لوگ

کہتے ہیں کہ ہمیں ڈر نہیں ہے، ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں، نہ ہمیں دوزخ کا ڈر ہے نہ ہمیں جنت کی تڑپ ہے، بس ہم جانتے ہیں اللہ تعالیٰ سے عشق کرنا، بس یہ جانتے ہیں۔ نعوذ باللہ۔

"ودليل الإنابة" انابت یعنی رجوع کرنا، واپس جانا، پلٹ کر جانا، یہ بھی عبادت ہے اور یہ بھی دل کا عمل ہے۔ یہاں پر جتنے بھی اعمال میں نے بیان کیے ہیں، خشیہ، دل کی عبادت ہے، انابہ دل کی عبادت ہے۔ دلیل کیا ہے کہ یہ عبادت ہے؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ﴾ (الزمر/54)

﴿وَاَنِيْبُوْٓا﴾ (اور واپس لوٹو، واپس پلٹو) ﴿اِلٰى رَبِّكُمْ﴾ (اپنے ربّ کی طرف)

سبحان اللہ، جب بھی کوئی ایسی بات آتی ہے، قرآن مجید کا انداز دیکھیں ذرا، جب بھی کوئی ایسی بات آتی ہے توبہ کی، انابت کی، واپسی کی تو لفظاً اکثر ربّ کا استعمال ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کا کم استعمال ہوتا ہے۔ آپ ذرا غور کریں قرآن مجید میں حالانکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی نہیں جس کی طرف ہم لوٹیں۔ کوئی ہے؟ کوئی بھی نہیں ہے لیکن ربّ اس لیے اللہ تعالیٰ بار بار بیان کرتے ہیں کہ یاد رکھو میرے سوا کوئی تمہارا ربّ ہے ہی نہیں۔ جس کو تم لوگوں نے ربّ بنایا ہوا ہے یہ سب جھوٹے ہیں۔ ربّ میں تین یا پانچ صفات ہمیشہ بیان کرتا ہوں، خالق، رازق، تدبیر کرنے والا، مشکل کشا، حاجت روا۔ یہ ربّ کی صفات ہیں، جب تم یہ یقین کرتے ہو کہ میں تمہارا ربّ ہوں، واپسی بھی میری طرف لوٹتے ہو، انابت میری

طرف کرتے ہو کسی اور کی طرف نہیں تو بار بار اللہ تعالیٰ یہ پیغام دینا چاہتے ہیں ﴿رَبِّكُمْ ، رَبِّكُمْ رَبِّكُمْ﴾ کہ میرے سوا تمہارا کوئی ربّ نہیں۔ ﴿وَاَسْلِمُوْا لَهٗ﴾ (اور اپنے آپ کو اس ربّ کے حوالے کردو)۔

اسلام کا مطلب ہے سلامتی سے بھی لیا گیا ہے اور استسلام سے بھی لیا گیا ہے۔ استسلام کہتے ہیں submission کو یعنی اپنے آپ کو حوالے کر دینا۔ عربی محاورہ ہے کہ جب کسی دشمن سے لڑائی ہوتی ہے اور تلوار اسے مارتے ہیں تو اسے کہتے ہیں استسلم submission کرلو یعنی اپنے ہاتھ اوپر کرلو، اپنے آپ کو میرے حوالے کردو، میری مرضی میں تمہاری گردن اڑاؤں یا تمہیں قیدی بناؤں، اسے کہتے ہیں استسلام۔ اب آپ نے اپنے آپ کو اس کے حوالے کر دیا اب اس کی مرضی ہے تمہیں چھوڑ دے رہا کر دے یا تمہیں قتل کر دے یا تمہیں قیدی بنا دے۔ یہ عام محاورہ ہے۔ تو اسلام کا لفظ peace کے لیے بھی ہے، سلامتی کے لیے بھی ہے اور بہت دکھ کی بات ہے کہ آج اس عظیم نام پر ایک دھبہ لگ گیا ہے دہشت گردی کا۔ جس کی بنیاد ہی سلامتی ہے تو اس میں کبھی دہشت گردی کی گنجاش ہے؟ واللہ، اسلام میں دہشت گردی کبھی نہیں ہے لیکن ظالموں نے اس پیارے لفظ کے ساتھ اس بلند لفظ کے ساتھ دہشت گردی کا لیبل چپکا دیا ہے اور جاہل لوگوں نے یہ سمجھا کہ واقعی اس دین میں دہشت گردی ہے۔ جس نے اس دین کو قریب سے دیکھا ہے یا اس کو علم ہے اس دین کے بارے میں بنیادی علم، مسلمانوں کو نہ دیکھو لیکن اسلام کی بنیادی تعلیم کو دیکھو کیوں کہ یہ دین حق ہے یہ سلامتی ہی سلامتی اور امن ہی امن کا دین ہے۔ اسلام اور ایمان دونوں بنیادی لفظ ہیں، ایک سلامتی سے اور ایک امن سے۔ دہشت

گردی کہاں سے آسکتی ہے؟اس میں کوئی شک نہیں کہ غلطی ہمارے لوگوں سے بھی ہوئی ہے۔کافر دشمنوں نے تو یہ لیبل لگادیا لیکن بنیادی طور پر غلطی ہمارے لوگوں سے بھی ہوئی ہے جنہوں نے جانتے ہوئے یا نہ جانتے ہوئے کم علمی کی وجہ سے کچھ ایسی غلطیاں کی ہیں جس کی بنیاد پر ان کافروں نے یہ لیبل لگادیا ہے تو اس لیے یاد رکھیں کہ علم وہ بنیاد ہے جس پر ایک دفعہ ثابت قدم انسان ہو جائے اور اپنا قدم ثابت کر لے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس سے کبھی ایسی لغزش نہیں ہوتی جس سے اسلام کو کوئی نقصان پہنچے۔ جن لوگوں سے یہ اسلام اور جہاد دہشت گردی ہو گئی وہ دین کی بنیادی تعلیمات میں، دین کے بنیادی علم میں ثابت قدم نہیں تھے۔

﴿ وَأَسْلِمُوا لَهُ ﴾ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دو اس ذات کے سوا تمہارا کوئی نہیں کیوں کہ وہ تمہارا ربّ ہے تو تمہاری بگڑی بنانے والا بھی وہی ہے اس کے سوا کوئی بھی نہیں۔تو اس لیے انابت، جب کوئی انسان غلطی کرتا ہے غلطی کے بعد ندامت ہوتی ہے ۔جب انسان نادم ہو جائے تو کیا کرے؟ کس کی طرف جائے؟عیسائی کہتے ہیں کہ پادری کی طرف جاؤ اور پادری کے سامنے بیٹھ کر بند ایسے جیسے ایک چھوٹی الماری میں بیٹھا ہوتا ہے اس میں چند سوراخ ہوتے ہیں،ایک چھوٹی سی کرسی رکھی ہوتی ہے وہ الماری میں بیٹھا ہوتا ہے بے چارہ بند ہو کر، چھوٹی سی جیل میں۔دن میں بے چارہ کتنے گھنٹے بیٹھتا ہے لوگوں کی باتیں سننے کے لیے اور یہ جو بے چارہ بدکاری کرنے والا انسان ہے توبہ کرنے کے لیے جارہا ہے،انابت کے لیے جارہا ہے،اس کو اجازت نہیں ہے کہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے، نہیں اجازت نہیں ہے۔وہ جائے گا اس پادری کی طرف اور تفصیل کے ساتھ گناہ

بیان کرے گا کہ میں نے گناہ کیا، کیسے کیا، تفصیل کے ساتھ اور وہ اندر سنتار ہتا ہے اور اس کی مرضی ہے کہ وہ اسے معاف کرے یا نہ کرے۔

دین اسلام کی سماحت (آسانی) دیکھیں کہ جب کوئی گناہ کرو اور ہم سب گناہ گار ہیں اور میں سب سے بڑا گناہ گار ہوں، ہم سب گناہ کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے۔ جب کوئی گناہ ہو جائے تو کسی کی طرف نہ جاؤ۔ اسے ضرورت بھی نہیں ہے جانے کی، اپنے والد کو بھی نہ بتاؤ، اپنے قریبی رشتے دار کو بھی نہ بتاؤ، رات کی تاریکیوں میں جب آپ کو کوئی نہ دیکھتا ہو، کوئی نہ سنتا ہو، دونوں ہاتھ اٹھاؤ اور اپنے ربّ کے سامنے کھڑے ہو جاؤ اور توبہ کر لو، اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرتے ہیں لیکن شرطوں کے ساتھ:

1۔ ندامت ہو کہ جو میں نے عمل کیے، برائی کی یہ واقعی برائی تھی، مجھے ندامت ہے۔

2۔ اس برائی سے رک جاؤ، عزم کرو کہ میں دوبارہ نہیں کروں گا، رکنا۔ دوبارہ نہیں کروں گا، یہ نہیں کہ ابھی تو رک گیا، کل کروں گا، ابھی مجھے معاف کر دیں کل میں کروں گا، نہیں۔ عظیمت (عزم) کے ساتھ کہ کل نہیں کروں گا میں۔

3۔ اگر کسی کا حق کھایا ہے اس کی وجہ سے ندامت ہے، اس کی توبہ کرنے آئے ہو تو اس کا حق واپس کرو اگر وہ زندہ ہے اگر وہ مر چکا ہے تو اس کے وارثوں کو وہ حق دے دو اگر آپ کو پتہ ہی نہیں کہ اس کے وارث کون ہیں جگہ تبدیل ہو گئی، سفر کر لیا، چالیس سال پہلے کسی کا حق کھایا تھا اب آپ کو ندامت ہو رہی ہے، کوئی حرج نہیں ہے جتنا مال آپ کو یاد ہے وہ کسی خیر کے عمل میں دے دو اس کے نام پر اور اللہ تعالیٰ سے دعا کر لو کہ اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کر دے۔ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا۔

4۔چوتھی شرط ہے توبہ کی کہ توبہ کا وقت ہو، یہ نہیں کہ وقت گزر جائے پھر توبہ کرو۔اور دو وقت ہیں توبہ کے:

1۔ جب روح یہاں پر پہنچتی ہے ﴿كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ۝ وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ﴾ (القیامۃ/26-27) جب یہاں پر پہنچتی ہے تو پھر توبہ کے دروازے بند پھر توبہ نہیں۔

2۔جب سورج مغرب سے نکلتا ہے تب توبہ کے دروازے بند۔

توان چار شرطوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ ان شاءاللہ توبہ قبول فرماتا ہے اور کسی کی طرف بھی جانے کی ضرورت نہیں۔لیکن مجھے تعجب ہوتا ہے صوفیوں پر بعض صوفیوں کے نزدیک یہ بھی ہے کہ اگر کوئی شخص، کوئی مرید غلطی کرے تو اپنے پیر کی طرف جائے اور اس سے معافی مانگے اور اس سے کہے کہ اس کے لیے دعا کرے توبہ کے لیے۔تو یہ طریقہ اہل سنت والجماعت کا طریقہ نہیں ہے، مومنوں کا طریقہ نہیں ہے، نبی رحمت ﷺ کا طریقہ نہیں ہے، صحابہ کرام [کا طریقہ نہیں ہے۔